ناموسِ رسالتؐ

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز
ترتیب وتدوین: ادارۂ محدث

توہینِ رسالتؐ اور احادیثِ نبویہ ﷺ

اسلام ذاتِ نبوت ﷺ کے گرد گھومتا ہے، آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر ایمان لانے کے بعد ہی انسان حلقہ اسلام میں داخل ہوتا ہے اور نبی آخر الزمانؐ سے دنیا جہاں سے بڑھ کر محبت رکھنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ دین کے تمام احکامات کے ہمارے علم میں آنے اور خود قرآن کے معلوم ہونے کا مصدر ومحور بھی آپ ﷺ کی ہی ذاتِ گرامی ہے۔ پھر قرآن کریم میں جابجا آپ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت ہی قرار دیا گیا ہے۔ محمد ﷺ کی اسلام میں اس قدر بنیادی حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قدر ومنزلت اور درجہ وفضیلت کا بھی پورا احترام برقرار رکھا جائے اور اس انسان کو دنیا میں زندہ رہنے کے حق سے محروم کردیا جائے جو محسن انسانیت ﷺ اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی ناموسِ مبارک پر حملہ آور ہو۔ دورِ نبوت ﷺ کے درج ذیل واقعات سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے گستاخان کی سزاؤں سے اتفاق کیا یا خود آپ نے ایسے ظالموں کی سرکوبی اور اُنہیں راہِ عدم سدھانے کے لئے اپنے جانثار صحابہ متعین کئے۔ (ح م)

1. حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ

أن يهودية كانت تشتم النبي ﷺ وتقع فيه فخنقها رجل حتى ماتت فأبطل رسول الله ﷺ دمها (ابوداود:۴۳۶۲'ضعیف')

''ایک یہودی عورت، رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کردیا تو آپ ﷺ نے اس عورت کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث اس مسئلہ میں نص کا حکم رکھتی ہے کہ نبی ﷺ کو گالیاں دینے والے کو قتل کرنا جائز ہے۔ نیز یہ کہ ایسے ذمی کو بھی قتل کیا جاسکتا ہے، پھر مسلم مرد یا عورت اگر آپ ﷺ کو گالیاں دیں تو ان کو بطریق اولیٰ قتل کرنا جائز ہے اس لئے کہ یہ عورت بھی ان لوگوں میں سے تھی جن کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے تمام یہودیوں کے ساتھ مطلق معاہدہ کیا گیا تھا اور ان پر جزیہ بھی نہیں لگایا گیا تھا۔ اہل علم کے مابین

www.KitaboSunnat.com

یہ مسئلہ متواتر کا درجہ رکھتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ علماے سیر میں سے کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرتا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو عام یہودیوں سے بلا جزیہ معاہدہ کیا گیا تھا۔ اور امام شافعیؒ کا یہ قول درست ہے۔'' (الصارم المسلول: ص۶۲)

جب رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ جزیہ کے بغیر معاہدہ کیا پھر ایک یہودی عورت کے خون کو اس لئے رائیگاں قرار دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی تو ایک یہودی عورت کے خون کو جس پر جزیہ عائد کیا گیا تھا اور وہ دینی احکام کے پابند بھی تھے بے کار ٹھہرا دیں تو یہ اولیٰ و افضل ہے اور اگر اس عورت کا قتل جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس عورت کے قاتل کے فعل کی مذمت فرماتے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«من قتل نفسا معاهدة بغير حقها لم يرح رائحة الجنة»

(ابن حبان: ۲۹۱/۱۱، رقم: ۴۸۸۲، صحیح)

''جس نے کسی معاہد کو بلا وجہ قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔''

اور آپ ﷺ اس عورت کی ضمانت یا معصوم کو قتل کرنے کا کفارہ واجب کرتے۔ جب اس عورت کے خون کو آپ ﷺ نے رائیگاں قرار دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکا خون مباح تھا۔

❷ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ

أن أعمى كانت له أم ولد تشتم النبي ﷺ وتقع فيه فينهاها فلا تنتهي ويزجرها فلا تنزجر قال فلما كانت ذات ليلة جعلت تقع في النبي ﷺ وتشتمه فأخذ المغول فوضعه في بطنها واتكأ عليها فقتلها فوقع بين رجليها طفل فلطخت ما هناك بالدم فلما أصبح ذكر ذلك للنبي ﷺ فجمع الناس فقال: «أنشد الله رجلا فعل ما فعل لي عليه حق إلا قام» فقام الأعمىٰ يتخطى الناس وهو يتزلزل حتى قعد بين يدي النبي ﷺ فقال:يارسول الله! أنا صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فأنهاها فلا تنتهي وأزجرها فلا تنزجر ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين وكانت بي رفيقة فلما كان البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك فأخذت المغول فوضعته في بطنها واتكأت عليها حتى قتلتها فقال النبيﷺ:«ألا اشهدوا

أن دمها هدر» (سنن ابوداود:۴۳۶۱، صحیح)

''ایک اندھے شخص کی ایک اُمّ ولد لونڈی تھی جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ وہ اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی، وہ ڈانٹتا مگر وہ رُکتی نہ تھی۔ ایک رات اس نے رسولِ کریم ﷺ کو گالیاں دینے کا آغاز کیا تو اس نے بھالا لے کر اس کے شکم میں پیوست کردیا اور اسے زور سے دبایا جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔ صبح کو اس کا تذکرہ رسول کریم ﷺ سے کیا گیا تو لوگوں کو جمع کرکے آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے یہ قتل کیا اور میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہوجائے۔ یہ سن کر ایک نابینا آدمی کھڑا ہوا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ اس نے کہا: یارسول ﷺ! (اسے میں نے قتل کیا ہے) وہ آپ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی، میں اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی تھی، میں اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتا مگر وہ پروا نہ کرتی۔ اس کے بطن سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں، وہ میری رفیقہ حیات تھی۔ گذشتہ شب جب وہ آپ ﷺ کو گالیاں بکنے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں گاڑ دیا اور اسے زور سے دبایا حتیٰ کہ وہ مرگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گواہ رہو کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔''

مندرجہ بالا واقعہ میں اگر اس عورت کو قتل کرنا ناروا ہوتا تو رسول کریم ﷺ فرما دیتے کہ اس کو قتل کرنا حرام ہے اور اس کا خون معصوم ہے۔ معصوم کو قتل کرنے کی وجہ سے اس پر کفارے کو واجب قرار دیتے اور اگر وہ اس کی لونڈی نہ ہوتی تو اس پر دیت کو واجب قرار دیتے۔ جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے اور ہدر وہ خون ہوتا ہے جس کا قصاص دیا جاتا ہے نہ دیت اور نہ کفارہ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہونے کے باوجود مباح الدم تھی۔ گویا گالیاں دینے کے مذموم فعل نے اس کے خون کو مباح کردیا تھا۔ مزید برآں آپ ﷺ نے اس کے خون کو اس وقت ہدر قرار دیا جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ گالیاں دینے کی وجہ سے اس کو قتل کیا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس کا موجب ومحرک یہی ہے اور اس واقعہ کی دلالت اس پر واضح ہے۔ (الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول: ص۶۸)

✵ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

وفي حديث ابن عباس وحديث الشعبي دليل على أنه يقتل من شتم

www.KitaboSunnat.com

النبي ﷺ وقد نقل ابن المنذر الاتفاق على أن من سبّ النبي ﷺ صريحا وجبَ قتله ونقل أبوبكر الفارسي أحد أئمة الشافعية في كتاب الإجماع أن من سبَّ النبي ﷺ بما هو قذف صريح كفر باتفاق العلماء فلو تاب لم يسقط عنه القتل لأن حد قذفه القتل وحد القذف لا يسقط بالتوبة (نیل الاوطار:۷/۱۸۹)

''حدیث ِابن عباسؓ اور حدیث ِشعبیؒ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کو گالیاں دے، اسے قتل کردیا جائے۔ ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص صریحاً نبی ﷺ کو گالیاں دے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ ابوبکر فارسی جو ائمہ شافعیہ میں سے ہیں نے کتاب الإجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کو گالیاں دے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک کافر ہے۔ اگر وہ توبہ بھی کرلے تو پھر بھی اس سے سزائے قتل ساقط نہیں ہوسکتی، کیونکہ (نبی ﷺ پر) قذف کی حد قتل ہے اور حد ِقذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔''

✷ نسائی کے شارح امام سندھیؒ فرماتے ہیں:

فيه دليل على أن الذمي إذا لم يكف لسانه عن الله ورسوله فلا ذمة له فيَحُلُّ قتله (حاشیہ نسائی:۷/۱۰۹)

''حدیث ِابن عباسؓ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ذمی آدمی جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی سے باز نہ آئے تو اس کا معاہدہ ختم اور اس کا قتل جائز ہے۔''

✷ امام خطابیؒ فرماتے ہیں:

ولا أعلم أحدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله ولكن إذا كان الساب ذميا فقد اختلفوا فيه فقال مالك بن أنس: من شتم النبي ﷺ من اليهود والنصارىٰ قتل إلا أن يسلم، وكذلك قال أحمد بن حنبل وقال الشافعي: يقتل الذمي إذا سبَّ النبي ﷺ وتبرأ منه الذمة واحتج في ذلك بخبر كعب بن الأشرف... وحُكِى عن أبي حنيفة أنه قال: لايقتل الذمي بشتم النبي ﷺ ماهم عليه من الشرك أعظم (معالم السنن:۳/۲۹۵)

''شاتم رسول ﷺ کے قتل کے واجب ہونے میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے لیکن جب شاتم ذمی ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ و احمدؒ بن حنبل کے نزدیک

www.KitaboSunnat.com

یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کو گالیاں دے تو اسے قتل کیا جائے گا، اِلا یہ کہ وہ مسلمان ہوجائے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ذمی آدمی اگر آپ ﷺ کو گالی دے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے معاہدہ ختم ہوجائے گا اور وہ اس سلسلہ میں کعب بن اشرف کے قتل والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔... حضرت امام ابوحنیفہؒ کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کے نزدیک شاتم رسول ذمی کو قتل نہیں کیا جائے کیونکہ وہ جس کفریہ رشرکیہ عقیدہ میں مبتلا ہے وہ آپ ﷺ کو گالیاں دینے سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔''

۳ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من سبَّ نبيا قُـتِل ومن سبَّ أصحابه جُلِدَ» (الصارم المسلول:ص۹۲)

''جس نے نبی ﷺ کو گالی دی، اسے قتل کیا جائے اور جس نے آپ ﷺ کے صحابہؓ کو گالی دی تو اسے کوڑے مارے جائیں۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''اگر اس حدیث کی صحت ثابت ہوجائے تو یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کرنا واجب ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل کیا جائے نیز یہ کہ قتل اس کے لئے حد شرعی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک کسی نبی کو بھی جو گالیاں دے گا یا بُرا کہے گا تو وہ قتل کا مستحق ہے اور جو صحابہؓ میں سے کسی کو بُرا کہے گا تو اسے کوڑے لگائے جائیں۔''

۴ حضرت ابوبرزہؓ فرماتے ہیں کہ

كنتُ عند أبي بكر فتغيَّظ على رجل فاشتد عليه فقلت تأذن لي يا خليفة رسول الله ﷺ اَضرب عنقه، قال فاذهبتْ كلمتي غضبَه فقال فدخل فأرسل إليَّ فقال: ما الذي قلت آنفا قلت: ائذن لي اضرب عنقه قال أ كنت فاعلا لو أمرتك؟ قلت: نعم قال: لا والله ما كانت لبشر بعد محمد ﷺ (سنن ابوداود:۴۳۶۳'صحیح')

''میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؓ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا۔ میں نے کہا: اے خلیفہ رسولؐ! آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس

کی گردن اُڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا اور وہ وہاں سے اُٹھ کر گھر چلے گئے اور مجھے بلا بھیجا۔ میں گیا تو مجھ سے فرمایا کہ ابھی تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: یہ کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن اُڑا دوں۔ فرمایا: اگر میں تم کو حکم کرتا تو تم یہ کام کرتے؟ عرض کیا: آپ فرماتے تو ضرور کرتا۔ فرمایا: نہیں! اللہ کی قسم یہ بات (کہ بدکلامی پر گردن اُڑا دی جائے) محمد ﷺ کے بعد کسی کے لئے نہیں۔''

مطلب یہ کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی شان میں بدزبانی کرنے والا سزائے موت کا مستوجب ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی انسان ایسا نہیں جس کی بدگوئی کرنے والے کو سزائے موت دی جائے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کو یہ حق حاصل تھا کہ اپنے گالی دینے والے کو قتل کردیں۔ آپ ﷺ کو یہ حق بھی حاصل تھا کہ اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیں جس کے بارے میں لوگوں کو کچھ علم نہ ہو کہ اسے کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔ اس معاملہ میں لوگوں کو آپ ﷺ کی اطاعت کرنا چاہیے، اس لئے کہ آپؐ اسی بات کا حکم دیتے ہیں جس کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہو اور آپؐ اللہ کی نافرمانی کا کبھی حکم نہیں دیتے۔ جو آپ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی دو خصوصیات ہیں: ① آپ ﷺ جس کو قتل کرنے کا حکم دیں، اس میں آپؐ کی اطاعت کی جائے۔ اور ② جو شخص آپ ﷺ کو گالیاں دے اور سخت سست کہے، آپؐ اس کو قتل کرسکتے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ دوسرا اختیار جو دیا گیا تھا، وہ آپؐ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ لہٰذا جو شخص آپ ﷺ کو گالی دے یا آپؐ کی شان میں سخت الفاظ کہے تو اسے قتل کرنا جائز ہے بلکہ آپؐ کی وفات کے بعد یہ حکم مؤکد تر ہوجاتا ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کا تقدس اور حرمت وفات کے بعد اور زیادہ کامل ہوجاتی ہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کی ناموس وآبرو میں سہل انگاری اور تغافل شعاری ممکن نہیں۔ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو مطلقاً قلت وکثرت کو ملحوظ رکھے بغیر گالی دینے سے ایسے شخص کا قتل مباح ہوجاتا ہے۔ علاوہ بریں اس حدیث کے عموم سے اس امر پر استدلال کیا جاتا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے قطع نظر اس سے کہ وہ مسلم ہو یا کافر۔'' (الصارم المسلول: ص۹۴)

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے مسئلہ زیر بحث پر قرآن وسنت کے نصوص اور صحابہ وتابعین کا مسلسل تعامل ذکر کرتے ہوئے آخر میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے ان کو برا بھلا کہا اور ان کی ہتک عزت کی۔ غالبًا اس علاقے کے گورنر نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے استصواب کیا ہوگا کہ ایسے مفسد شخص کو قتل کردیا جائے؟ تو اس کے جواب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے گورنر کو لکھا کہ قتل صرف اس شخص کو کیا جاتا ہے جو شانِ رسالتؐ میں دریدہ دہنی کرے لہٰذا اس شخص کو قتل تو نہ کیا جائے ،البتہ سرزنش کے لئے اس کے سر پر اتنے کوڑے لگائیں جائیں اور یہ کوڑے لگانا بھی محض اس شخص کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اس کے کوڑے لگانے کا بھی حکم نہ دیتا۔ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وهذا مشهور عن عمر بن عبدالعزيز وهو خليفة راشد عالم بالسنة متبع لها فهذا قول أصحاب رسول الله ﷺ والتابعين لهم بإحسان لايعرف عن صاحب ولا تابع خلاف لذلك بل إقرار عليه واستحسان له . (الصارم المسلول:ص۲۰۵)

''اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ واقعہ مشہور ہے جبکہ وہ خلیفہ راشد، قرآن وسنت کے عالم اور بے حد متبع سنت ہیں۔ پس شاتم رسول ﷺ کا واجب القتل ہونا صحابہؓ وتابعینؒ کا اجماعی فیصلہ ہے اور کسی ایک صحابیؓ اور ایک تابعیؒ سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں۔''

خلاصہ یہ کہ اسلامی قانون کی رُو سے توہینِ رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے اور اس مسئلہ پر تمام صحابہؓ وتابعینؒ اور فقہائے اُمت متفق ہیں۔

۵ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ

هجت امرأة من خطمة النبي ﷺ فقال: «من لي بها؟» فقال رجل من قومها: أنا يارسول الله فنهض فقتلها فأخبر النبيﷺ فقال: «لا ينتطح فيها عنزان» (الصارم المسلول:ص۹۵)

''خطمة قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی تو آپؐ نے فرمایا: اس عورت سے کون نمٹے گا؟ اس کی قوم سے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کام میں انجام دوں گا

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس نے جا کر اسے قتل کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا: دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہیں ٹکراتیں۔'' (یعنی یہ بے وقعت جان ہے)

مشہور سیرت نگار واقدی نے اس واقعہ کو پوری تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عصما بنت مروان، بنی اُمیہ بن زید کے خاندان سے تھی اور یزید بن حصن خطمی کی بیوی تھی۔ یہ رسول کریم ﷺ کو ایذا دیا کرتی تھی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور آپؐ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا کرتی تھی۔ عمیر بن عدی خطمی کو جب اس کی باتوں اور اشتعال بازی کا علم ہوا تو اس نے کہا اے اللہ! میں تیرے حضور نذر مانتا ہوں کہ اگر تو نے رسول اللہ ﷺ کو بخیر و عافیت مدینہ لوٹا دیا تو میں اس عورت کو قتل کر دوں گا۔ رسول کریم ﷺ اس وقت بدر میں تھے، جب آپؐ بدر سے واپس آئے تو عمیر بن عدی آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے۔ اس کے اردگرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے اور ایک بچہ اس کے سینے سے ساتھ چمٹا ہوا تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ عمیر نے اپنے ہاتھ سے عورت کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ عمیر نے بچے کو الگ کیا پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھا اور اس کی پشت کے پار کر دیا۔ پھر صبح کی نماز رسولِ کریم ﷺ کے پیچھے ادا کی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو عمیر کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کیا تو نے بنتِ مروان کو قتل کر دیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ عمیر اس بات سے ڈرا کہ اس نے رسول کریم ﷺ کی مرضی کے خلاف کام کیا ہو۔ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اس ضمن میں مجھ پر کوئی چیز واجب ہے۔ فرمایا: سُنیں دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہیں ٹکراتی۔ یہ فقرہ پہلی مرتبہ رسول کریم ﷺ سے سُنا گیا۔ عمیر کہتے ہیں کہ پھر رسول کریم ﷺ نے اردگرد دیکھا اور فرمایا: اگر تم ایسا شخص دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر کو دیکھ لو۔

جب حضرت عمیرؓ رسول ﷺ کے یہاں سے لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اس عورت کے بیٹے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے دفن کر رہے ہیں۔ جب سامنے آتے دیکھا تو وہ لوگ عمیرؓ کی طرف آئے اور کہا: اے عمیرؓ! اسے تو نے قتل کیا ہے؟ عمیرؓ نے کہا: ہاں تم نے جو کرنا ہے کرلو اور مجھے ڈھیل نہ دو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سب وہ بات

www.KitaboSunnat.com

کہو جو وہ کہا کرتی تھی تو میں اپنی تلوار سے تم پر وار کروں گا، یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا تمہیں قتل کردوں۔اس دن سے اسلام بنی خطمہ میں پھیل گیا۔قبل ازیں ان میں سے کچھ آدمی ڈر کے مارے اپنے اسلام لانے کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ (الصارم المسلول:ص۹۴ومجمع الزوائد:۶/۲۶۰)

❻ واقدی نے لکھا ہے کہ بنوعمرو بن عوف میں ایک شیخ تھا جس کو أبو عفك کہتے تھے۔ نہایت بوڑھا تھا اور اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ یہ شخص مدینہ آکر لوگوں کو رسولِ کریم ﷺ کی عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔جب رسول کریم ﷺ بدر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فتح وکامرانی سے نوازا تو وہ حسد کرنے لگا اور بغاوت پر اُتر آیا اُس نے رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ کی مذمت میں ایک ہجویہ قصیدہ کہا۔

سالم بن عمیر نے نذر مانی کہ میں أبو عفك کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔سالم اس کی غفلت کی تلاش میں تھا۔موسم گرما کی ایک رات تھی اور أبو عفك موسم گرما میں قبیلہ بنوعمرو بن عوف کے صحن میں سو رہا تھا۔اندریں اثنا سالم بن عمیر آیا اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی اور دشمن بستر پر چیخنے لگا۔اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے پہلے اس کے گھر میں لے گئے اور پھر قبر میں دفن کر دیا۔کہنے لگے اسے کس نے قتل کیا ہے؟ بخدا اگر ہم کو قاتل کا پتہ چل جائے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وهذا فيه دلالة واضحة علىٰ أن المُعاهد إذا ظهر السبّ ينقض عهده ويقتل غيلة لكن هو من رواية أهل المغازي وهو يصلح أن يكون مؤيدا مؤكدا بلا تردد (الصارم المسلول:ص۱۰۴)

''اس واقعہ میں اس امر کی واضح دلیل موجود ہے کہ معاہد اگر علانیہ نبی ﷺ کو گالیاں دے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔اسے دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے مگر یہ اہل مغازی کی روایت ہے اور بلا شبہ دوسری روایات کی مؤید ومؤکد ہوسکتی ہے۔''

❼ **کعب بن اشرف یہودی کا قتل:** چھٹی حدیث جس سے حضرت امام شافعیؒ نے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ ذمی اگر رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے تو اسے قتل کیا جائے۔

www.KitaboSunnat.com

اس کا عہد و امان اس سے باقی نہیں رہتا، وہ کعب بن اشرف کا واقعہ ہے۔ امام خطابی المعالم (ج۳ ص۲۹۵) میں حضرت امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ذمی اگر رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے تو اسے قتل کیا جائے۔ اس فعل سے مسلمانوں کی ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے۔ اس پر انہوں نے کعب بن اشرف کے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے سامنے یا آپؐ کے قرب و جوار میں یہودِ مدینہ کے سوا کوئی مشرک کتابی نہ تھا۔ یہ انصار کے حلیف تھے اور انصار نے حضور ﷺ کی آمد کے آغاز میں اسلام لانے کا پختہ ارادہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ یہود نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ مصالحت کرلی اور جنگِ بدر کے بعد یہودیوں نے اظہارِ عداوت کا آغاز کیا اور لوگوں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکانے لگے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے بھی یہود کے خلاف جنگ و پیکار کا ارادہ کیا۔

اس ضمن میں پہلا واقعہ کعب بن اشرف کا پیش آیا۔ مدینہ منورہ میں جب فتح بدر کی بشارت پہنچی تو کعب بن اشرف کو بے حد صدمہ ہوا اور یہ کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے سردار اور اَشراف مارے گئے تو پھر زمین کا بطن (اندرون) اس کی ظہر (پشت) سے بہتر ہے یعنی مرجانا جینے سے بہتر ہے تاکہ آنکھیں اس ذلت اور رسوائی کو نہ دیکھیں۔ لیکن جب اس خبر کی تصدیق ہوگئی تو مقتولینِ بدر کی تعزیت کے لئے مکہ روانہ ہوا اور جو لوگ بدر میں مارے گئے ان پر مرثیے لکھے جن کو پڑھ پڑھ کر خود بھی روتا تھا اور دوسروں کو بھی رُلاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں لوگوں کو جوش دلا دلا کر آمادۂ قتال کرتا تھا۔ ایک روز قریش کو حرم میں لے کر آیا تو سب نے بیت اللہ کا پردہ تھام کر مسلمانوں سے لڑائی کرنے کا حلف اُٹھایا۔ پھر بعد ازاں مدینہ واپس آیا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے شروع کئے۔ (زرقانی: ۲؍ص۹)

◉ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کعب بن اشرف نے آپ ﷺ کو دعوت کے بہانے سے بلایا اور کچھ آدمی متعین کردیے کہ جب آپ ﷺ تشریف لائیں تو قتل کرڈالیں۔ آپ ﷺ آکر بیٹھے ہی تھے کہ جبریل امینؑ نے آکر آپؐ کو ان کے ارادہ سے مطلع کردیا اور آپ ﷺ فوراً وہاں سے روح الامین کے پروں کے سایہ میں باہر تشریف لے آئے اور واپسی

کے بعد اس کے قتل کا حکم دیا۔ (فتح الباری: ج۷ص۳۳۸)

◉ کعب بن مالکؓ راوی ہیں کہ کعب بن اشرف بڑا شاعر تھا۔ رسول ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا اور کفارِ مکہ کو رسول ﷺ کے مقابلہ کے لئے ہمیشہ بھڑکاتا رہتا تھا اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتا تھا۔ رسول ﷺ مسلمانوں کو صبر اور تحمل کا حکم فرماتے رہے لیکن جب کسی شرارت سے باز نہ آیا تو آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ (ایضاً:۷/۲۳۷)

صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من لكعب بن الأشرف؟ فإنه قد أذىٰ الله ورسوله» فقام محمد بن مسلمة فقال: يا رسول الله أتحب أن أقتله . قال: «نعم» قال فَأْذَن لي أن أقول شيئا . قال: «قُل» (صحیح بخاری:۴۰۳۷)

''تم میں سے کعب بن اشرف کے قتل کے لئے کون تیار ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت ایذا پہنچائی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کا قتل چاہتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ تو محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! پھر مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجئے (یعنی اسے مبہم تعریفی کلمات اور ذو معنی الفاظ کہہ سکوں) جن کو سن کر وہ بظاہر خوش ہوجائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اجازت ہے۔''

محمد بن مسلمہؓ ایک روز کعب سے ملنے گئے اور اثنائے گفتگو میں یہ کہا کہ یہ مرد (یعنی رسول اللہ ﷺ ہم سے فقراء و مساکین پر تقسیم کرنے کے لئے) صدقہ اور زکوٰۃ بہت مانگتا ہے اور اس شخص نے ہم کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ میں اس وقت آپ کے پاس قرض لینے کے لئے آیا ہوں۔ کعب نے کہا: ابھی کیا ہے، آگے چل کر دیکھنا، خدا کی قسم تم ان سے اُکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ اب تو ہم ان کے پیرو ہوچکے ہیں، ان کو چھوڑنا ہم پسند نہیں کرتے انجام کے منتظر ہیں (اور دل میں یہ تھا کہ انجام کار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فتح اور دشمنوں کی شکست یقینی ہے جس میں شبہ کی ذرہ برابر گنجائش نہیں) اس وقت ہم یہ چاہتے ہیں کہ کچھ غلہ بطورِ قرض دے دیں، کعب نے کہا: بہتر ہے مگر کوئی چیز میرے پاس رہن رکھ دو۔ ان لوگوں نے کہا: آپ کیا چیز رہن رکھوانا چاہتے ہیں۔ کعب نے کہا: اپنی عورتوں کو میرے

پاس رہن رکھ دو۔ ان لوگوں نے کہا: اپنی عورتوں کو کیسے رہن رکھ سکتے ہیں، اوّل تو غیرت اور حمیت گوارا نہیں کرتی، پھر یہ کہ آپ نہایت حسین وجمیل اور نوجوان ہیں۔ کعب نے کہا: آپ اپنے لڑکوں کو رہن رکھ دو۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو ساری عمر کی عار ہے، لوگ ہماری اولاد کو یہ طعن دیں گے کہ تم وہی ہو جو دو اور تین سیر غلہ کے معاوضہ میں رہن رکھے گئے تھے۔ ہاں ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔

عکرمہؒ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے یہ کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم ہتھیاروں کے کس درجہ محتاج اور ضرورت مند ہیں۔ لیکن بایں ہمہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہتھیار آپ کے پاس رہن رکھ دیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ عورتوں اور بیٹوں کو رہن رکھ دیں۔ کعب نے اس کو منظور کیا اور یہ وعدہ ٹھہرایا کہ شب کو آ کر غلہ لے جائیں اور ہتھیار رہن رکھ جائیں۔

حسبِ وعدہ یہ لوگ رات کو پہنچے اور جا کر کعب کو آواز دی۔ کعب نے اپنے قلعہ سے اُترنے کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ اس وقت کہاں جاتے ہو۔ کعب نے کہا: محمد بن مسلمہؓ اور میرا دودھ شریک بھائی ابونائلہ ہے، کوئی غیر نہیں، تم فکر نہ کرو۔ بیوی نے کہا: مجھے اس آواز سے خون ٹپکتا ہوا نظر آتا ہے۔ کعب نے کہا: شریف آدمی اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو اس کو ضرور جانا چاہئے۔ اسی اثنا میں محمد بن مسلمہؓ نے اپنے ساتھیوں کو یہ سمجھا دیا کہ جب کعب آئے گا تو میں اس کے بال سونگھوں گا۔ جب دیکھو کہ میں نے اس کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو فوراً اس کا سر اُتار دینا۔ چنانچہ جب کعب نیچے آیا تو سرتاپا خوشبو سے معطر تھا۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ آج جیسی خوشبو تو میں نے کبھی سونگھی ہی نہیں۔ کعب نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ حسین وجمیل اور سب سے زیادہ معطر عورت ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: کیا آپ مجھے اپنے معطر سر کے سونگھنے کی اجازت دیں گے۔ کعب نے کہا: ہاں اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے آگے بڑھ کر خود بھی سر کو سونگھا اور اپنے رفقا کو بھی سونگھایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر محمد بن مسلمہؓ نے کہا: کیا آپ دوبارہ اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیں گے؟ کعب نے کہا: شوق سے۔ محمد بن مسلمہؓ اُٹھے اور سر سونگھنے میں مشغول ہوگئے

www.KitaboSunnat.com

جب سر کے بال مضبوط پکڑ لئے تو ساتھیوں کو اشارہ کیا، فوراً ہی سب نے اس کا سر قلم کردیا اور آناً فاناً اس کا کام تمام کردیا۔ (فتح الباری: ج۷/ص۳۴۰)

پھر اخیر شب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آپؐ نے دیکھتے ہی یہ ارشاد فرمایا: «أفلحت الوجه» ان چہروں نے فلاح پائی اور کامیاب ہوئے۔ ان لوگوں نے جواباً عرض کیا: ووجهك يا رسول الله ﷺ ! اور سب سے پہلے آپ کا چہرہ مبارک اے اللہ کے رسول ﷺ اور بعدازاں کعب بن اشرف کا سر آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے الحمدللہ کہا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ (فتح الباری: ج۷/ص۳۴۰)

جب یہود کو اس واقعہ کا علم ہوا تو یک لخت مرعوب اور خوفزدہ ہوگئے اور جب صبح ہوئی تو یہود کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارا سردار اس طرح مارا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتا تھا اور لوگوں کو ہمارے خلاف قتال پر برانگیختہ کرتا اور آمادہ کرتا تھا۔ یہود دم بخود رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے اور بعدازاں آپ ﷺ نے ان سے ایک عہد نامہ لکھوایا کہ یہود میں سے آئندہ کوئی اس قسم کی حرکت نہ کرے گا۔ (طبقات ابن سعد: ج۲/ص۳۴)

کعب بن اشرف کے قتل کے اسباب: روایاتِ حدیث سے کعب بن اشرف کے قتل کے جو وجوہ اور اسباب معلوم ہوسکے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

① نبی ﷺ کی شان میں دریدہ دہنی، سب وشتم اور گستاخانہ کلمات کا زبان سے نکالنا

② آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہنا

③ غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں کا بطورِ تشبیب (یعنی حسن کا) تذکرہ کرنا

④ غدر (دھوکہ دہی) اور نقضِ عہد

⑤ لوگوں کو آپ ﷺ کے مقابلہ کے لئے اُبھارنا، اکسانا اور ان کو جنگ پر آمادہ کرنا

⑥ دعوت کے بہانہ سے آپ ﷺ کے قتل کی سازش کرنا

⑦ دین اسلام پر طعن کرنا

www.KitaboSunnat.com

لیکن قتل کا سب سے قوی سبب آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں دریدہ دہنی، سب وشتم اور آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہنا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول میں ص ۷۰ تا ۹۱ پر اس پر مفصل کلام کیا ہے۔

امام زہریؒ سے مروی ہے کہ

آیت ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا﴾ (آلِ عمران: ۱۸۶) ''البتہ سنو گے تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی'' کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (عیون الاثر: ۱/۳۰۰)

امام عبدالرزاق بن ہمام یمانیؒ کے مقام اور مرتبہ سے اہل علم واقف ہیں۔ یہ امام بخاریؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے جلیل القدر استاذ اور تبع تابعی ہیں۔ ان کے مجموعہ احادیث کا نام المصنف ہے۔ اس میں اکثر احادیث ثلاثی ہیں اور امام بخاریؒ کی تصریح کے مطابق تمام حدیثیں صحیح ہیں۔ اس میں امام صاحبؒ نے سَبّ النبي ﷺ کا علیحدہ باب قائم کیا ہے۔ جس میں حسبِ ذیل روایات ذکر کی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

④ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے بارے میں دشنام طرازی کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو ہمارے اس دشمن کی خبر لے گا؟ اس پر حضرت زبیرؓ نے کہا: میں حاضر ہوں۔ پھر حضرت زبیرؓ نے جاکر اس گستاخ کو قتل کردیا تو آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو اس کا چھینا ہوا مال عطا کردیا۔ (ج ۵/ص ۳۰۷)

⑤ ایک بدبخت عورت آپ ﷺ کو گالیاں دیتی رہتی تھی۔ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کو قتل کردیا۔ (ج ۵/ص ۳۰۷)

⑥ ایک نصرانی شخص کے بارے میں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی تھیں جس پر اس کو قتل کردیا گیا تھا۔ (ج ۵/ص ۳۰۷)

⑦ حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی تکذیب کی۔ آپ ﷺ نے علیؓ اور زبیرؓ سے فرمایا: جاؤ اگر وہ مل جائے تو اسے قتل کردو۔ (ج ۵/ص ۳۰۸)

⑧ حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی، اس کی گردن ماردی جائے۔ (ج ۵/ص ۳۰۸)

www.KitaboSunnat.com

⑨ قاضی عیاضؒ نے کتاب الشفاء میں ابن قانع سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے والد کو آپؐ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا تو یہ مجھ سے برداشت نہ ہوسکا، اس لئے میں نے اسے قتل کردیا تو آپ ﷺ نے اس سے باز پُرس نہیں فرمائی۔ (الشفاء:۲/۴۸۹)

❽ ابن سبینہ/سبطیہ یہودی کا قتل: کعب بن اشرف کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اس قسم کے یہود کو جہاں کہیں پاؤ، قتل کرڈالو۔ چنانچہ خویصہ بن مسعود کے چھوٹے بھائی محیصہ بن مسعود نے ابن سبینہ یہودی کو قتل کرڈالا جو تجارت کرتا تھا اور خود حویصہ، محیصہ اور دیگر اہل مدینہ سے داد و رسد کا معاملہ رکھتا تھا۔

حویصہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور محیصہ پہلے سے مسلمان تھے۔ حویصہ چونکہ عمر میں بڑے تھے تو اُنہوں نے محیصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! تو نے اسے قتل کرڈالا۔ واللہ! اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے۔ محیصہؓ نے کہا: مجھ کو اس کے قتل کا ایسی ذاتؐ نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ ذاتِ بابرکات تیرے قتل کا بھی حکم دیتی تو واللہ تیری بھی گردن اُڑا دیتا۔ حویصہ نے کہا: کیا اگر محمد ﷺ تجھ کو میرے قتل کا حکم دیں تو واقعی تو مجھ کو قتل کرڈالے گا۔ محیصہؓ نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! اگر تیری گردن مارنے کا حکم دیتے تو ضرور تیری گردن اُڑا دیتا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بعد ذرّہ برابر تیرے بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا۔ حویصہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور بے ساختہ یہ بول اُٹھے کہ خدا کی قسم یہی دین حق ہے جو دِلوں میں اس درجہ راسخ، مستحکم اور رگ و پے میں اس درجہ جاری وساری ہے۔ اس کے بعد حویصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سچے دل سے اسلام قبول کیا۔ (استیعاب:۴/۱۴۶۳) اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شاتم رسول کی سزا میں دوستی اور بھائی کا رشتہ بھی مانع نہیں آتا۔

❾ یہ واقعہ علمائے سیر کے نزدیک مشہور ہے کہ آخری واقعہ جو خزاعہ اور کنانہ کے مابین پیش آیا، وہ یہ ہے کہ انس بن زنیم الدیلی نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک لڑکے نے سن لیا اور اس نے انس پر حملہ کردیا اور اس کے سر پر چوٹ ماری۔ وہ اپنی قوم کے

www.KitaboSunnat.com

پاس آیا اور اپنا زخم دکھایا جس سے فتنہ بازی کا آغاز ہوا۔بنوبکر پہلے ہی خزاعہ سے اپنے خون کا مطالبہ کررہے تھے۔

واقدی نے لکھا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی، قبیلہ خزاعہ کے چالیس سواروں کے ساتھ رسول کریم ﷺ سے مدد طلب کرنے کے لئے نکلا۔اُنہوں نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا جو ان کو پیش آیا تھا اور اس قصیدے کا بھی ذکر کیا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے: لاهم إني ناشد محمدًا

اور جب قافلہ والے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! انس بن زنیم الدیلی نے آپ ﷺ کی ہجو کی ہے تو رسول اللہؐ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔ جب انس بن زنیم کو پتہ چلا تو وہ معذرت طلبی کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں مدحیہ کہا اور وہ آپ ﷺ کو سنایا۔

واقدی کہتے ہیں کہ 'حرام' نامی شخص نے مجھے وہ قصیدہ سنایا۔رسولِ کریم ﷺ کے پاس وہ قصیدہ بھی پہنچا اور اس نے جو معذرت چاہی تھی وہ بھی پہنچی اور نوفل بن معاویہ الدیلی آپ ﷺ سے ہم کلام ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ معاف کرنے کے اہل ہیں۔ ہم میں سے کون ہے جس نے آپ ﷺ سے عداوت نہ رکھی ہو اور آپ ﷺ کو ستایا نہ ہو۔ دورِ جاہلیت میں ہمیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کیا چیز لیں اور کیا نہ لیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کے ذریعہ اللہ نے ہمیں ہدایت سے نوازا اور آپ ﷺ کی وجہ سے ہمیں ہلاکت سے چھڑایا۔ قافلہ والوں نے اس پر جھوٹ باندھا اور آپ ﷺ کے پاس مبالغہ آمیزی سے کام لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قافلہ کا ذکر چھوڑ یئے، ہم نے سرزمینِ تہامہ میں کسی دور ونزدیک کے رشتہ دار کو نہیں دیکھا جو خزاعہ سے زیادہ اطاعت شعار ہو۔ آپ ﷺ نے نوفل بن معاویہ کو خاموش کرادیا۔ جب وہ خاموش ہوگیا تو رسول ﷺ نے فرمایا: میں نے اسے معاف کیا۔نوفل نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ (کتاب المغازی:۲/۷۹۱)

اس واقعہ میں وجہ استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والے سال دس برس کے لئے قریش کے ساتھ مصالحت کرلی تھی۔ قبیلہ خزاعہ آپ ﷺ کا حلیف بن گیا تھا، ان میں

www.KitaboSunnat.com

سے اکثر مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے مسلم اور کافر رسول ﷺ کے لئے ہمہ تن پیکرِ ہمدردی وخیرخواہی تھے۔ بنوبکر قریش کے حلیف بن گئے، یہ سب لوگ آپ کے معاہد بن گئے۔ اور یہ وہ بات ہے جو تواتر سے ثابت ہے اور اہل علم کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

انس بن زنیم کے بارے میں آپ ﷺ کو بتایا گیا تھا کہ معاہد ہونے کے باوجود اس نے آپ ﷺ کی ہجو کی ہے۔ چنانچہ قبیلہ خزاعہ کے کسی آدمی نے اس کے سر پر چوٹ ماری اور رسولِ کریم ﷺ کو بتایا کہ اس نے آپ ﷺ کی ہجو لکھی ہے۔ اس سے ان کا مقصد رسول کریم ﷺ کو بنوبکر کے خلاف بھڑکانا تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا اور کسی اور کے خون کو رائیگاں قرار نہ دیا۔ اگر اُنہیں یہ بات معلوم نہ ہوتی کہ معاہد کی ہجو کہنے سے اس سے انتقام لینا واجب ہو جاتا ہے تو وہ ایسا نہ کرتے۔ اسی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا حالانکہ اس نے معاہد ہوتے ہوئے ہجو گوئی کا ارتکاب کیا تھا۔ لہٰذا یہ اس ضمن میں واضح دلیل ہے کہ ہجو گو معاہد کا خون مباح ہو جاتا ہے۔

بعد ازاں جب وہ حاضر ہوا تو اس نے اپنے اشعار میں اسلام لانے کا اظہار کیا۔ اسی لئے اسے آپ ﷺ کے صحابہؓ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے اشعار میں یہ الفاظ کہ ''تعلَّم رسول الله اور نبي رسول الله'' اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ پہلے اسلام لا چکا تھا یا یہ کہ اس کا یوں کہنا ہی اس کا اسلام لانا ہے۔ اس لئے کہ بت پرست جب محمد رسول الله کہے تو اسے مسلم قرار دیا جائے گا۔ اس نے ہجو گوئی سے انکار بھی کیا تھا اور ان لوگوں کی شہادت کو یہ کہہ کر ردّ کر دیا تھا کہ وہ اس کے دشمن ہیں، اس لئے کہ دونوں قبیلوں کے درمیان عرصہ سے حرب وضرب کا سلسلہ چلا آرہا تھا۔ اگر اپنی اس حرکت سے وہ مباح الدم نہ ہو جاتا تو اسے اس بات کی ضرورت نہ تھی۔

پھر اسلام لانے، معذرت خواہی، مخبرین کی تردید اور رسول کریم ﷺ کی مدح گوئی کے بعد اپنے خون کو رائیگاں قرار دینے کے بارے میں اس نے رسول ﷺ سے معافی طلب کی، حالانکہ معافی تب دی جاتی ہے جب جرم کی سزا دینے کا جواز موجود ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ

اسلام لانے اور معذرت خواہی کے بعد بھی آپ ﷺ اسے سزا دے سکتے تھے، مگر آپ نے تحمل وبردباری کے پیش نظر اس پر کرم نوازی فرمائی اور اسے معاف کردیا۔ (الصارم المسلول ص ۱۰۶)

⑩ **ابورافع یہودی کا قتل**: عن البراء بن عازب قال بعث رسول الله ﷺ إلى أبي رافع اليهودي رجالا من الأنصار فأمّر عليهم عبدالله بن عتيك وكان أبو رافع يؤذي رسول الله ﷺ و يُعين عليه (صحیح بخاری:۴۰۳۹)

''رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کے لئے چند انصار کا انتخاب فرمایا جن پر عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کیا گیا۔ اور یہ ابورافع رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔''

ابورافع کے قتل کا واقعہ جو کتب حدیث و کتب تاریخ و سیر میں ذکر کیا گیا ہے، اسے مفصل طور پر ملاحظہ فرمائیں۔ ابورافع ایک بڑا مالدار یہودی تاجر تھا۔ ابورافع اس کی کنیت اور عبداللہ بن الحقیق اس کا نام تھا، اسے سلام بن ابی الحقیق بھی کہتے تھے۔ خیبر کے قریب گڑھی میں رہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن تھا اور طرح طرح سے آپ ﷺ کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا۔ کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا۔ یہی شخص غزوۂ احزاب میں قریشِ مکہ کو مسلمانوں پر اُبھار کر لایا تھا اور بہت زیادہ ان کی مالی امداد کی اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی عداوت میں روپیہ خرچ کرتا رہتا تھا۔ (البدایہ والنہایہ:۴/۱۳۷)

کعب بن اشرف کے قاتل محمد بن مسلمہ اور ان کے رفقا رضی اللہ عنہم چونکہ سب قبیلہ اوس کے تھے، اس لئے قبیلہ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ قبیلہ اوس نے تو رسول ﷺ کے ایک جانی دشمن اور بارگاہِ رسالت کے ایک گستاخ اور دریدہ دہن کعب بن اشرف کو قتل کرکے سعادت اور شرف حاصل کرلیا لہٰذا ہم کو چاہئے کہ بارگاہِ نبوتؐ کے دوسرے گستاخ اور دریدہ دہن ابورافع کو قتل کرکے دارین کی عزت ورفعت حاصل کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر ابورافع کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ (فتح الباری:۷/۳۴۲)

اور عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابوقتادہ، حارث بن ربعی اور خزاعی بن السود رضی اللہ عنہم کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور عبداللہ بن عتیکؓ کو ان پر امیر بنایا اور تاکید فرمائی کہ کسی بچے اور عورت کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ (ایضاً:۷/۳۴۳)

www.KitaboSunnat.com

نصف جُمادی الاُخریٰ ۳ ہجری کو حضرت عبداللہ بن عتیکؓ مع اپنے رفقاؓ کے خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ (تاریخ طبری: ج۳/ص ۶)

صحیح بخاری میں حضرت براءؓ بن عازب سے مروی ہے کہ غروبِ آفتاب کے بعد لوگ جب اپنے جانور چراگاہ سے واپس لاچکے تھے تو یہ لوگ خیبر پہنچے۔ابورافع کا قلعہ جب قریب آگیا تو حضرت عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے رفقا سے کہا: تم یہیں بیٹھو، میں قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر نکالتا ہوں۔ جب بالکل دروازہ کے قریب پہنچ گئے تو کپڑا ڈھانک کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی قضاے حاجت کرتا ہو۔ دربان نے یہ سمجھ کر یہ ہمارا ہی کوئی آدمی ہے، یہ آواز دی کہ اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلد آؤ ورنہ دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں فوراً داخل ہوگیا اور ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

ابورافع بالا خانہ پر رہتا تھا اور شب کو قصہ گوئی ہوتی تھی۔ جب قصہ گوئی ختم ہوگئی اور لوگ اپنے اپنے گھر واپس ہوگئے تو دربان نے دروازہ بند کرکے چابیوں کا حلقہ ایک کیل پر لٹکا دیا جب سب لوگ سوگئے تو میں اُٹھا اور کھونٹی سے چابیوں کا حلقہ اُتار کر دروازہ کھولتا ہوا بالا خانہ پر پہنچا اور جو دروازہ کھولتا تھا، وہ اندر سے بند کرلیتا تھا تاکہ لوگوں کو اگر میری خبر بھی ہوجائے تو میں اپنا کام کرگذروں۔ جب میں بالا خانہ پر پہنچا تو وہاں اندھیرا تھا اور ابورافع اپنے اہل وعیال میں سو رہا تھا۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ ابورافع کہاں اور کدھر ہے؟ میں نے آواز دی: اے ابورافع!...... ابورافع نے کہا: کون ہے؟ میں نے اسی جانب ڈرتے ڈرتے تلوار کا وار کیا مگر خالی گیا۔ ابورافع نے ایک چیخ ماری، میں نے تھوڑی دیر بعد آواز بدلی اور ہمدردانہ لہجہ میں کہا ابورافع یہ کیسی آواز ہے؟ ابورافع نے کہا کہ ابھی مجھ پر کسی شخص نے تلوار کا وار کیا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے تلوار کا دوسرا وار کیا جس سے اُسے کاری زخم آیا۔ بعدازاں میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زور سے دبائی کہ پشت تک پہنچ گئی جس سے میں سمجھا کہ میں اب اس کا کام تمام کرچکا اور واپس ہوگیا اور ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا۔ جب سیڑھی سے اُترنے لگا تو یہ خیال ہوا کہ زمین قریب آگئی لیکن اترنے میں گر پڑا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ چاندنی رات تھی اور میں نے عمامہ کھول کر ٹانگ کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا کہ تم چلو اور رسول اللہ ﷺ کو بشارت سناؤ۔ میں یہیں بیٹھا ہوں، اس کی موت اور قتل کا

www.KitaboSunnat.com

اعلان سن کر آؤں گا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور مرغ نے اذان دی تو خبر دینے والے نے قلعہ کی فصیل سے اس کی موت کا اعلان کیا۔ تب میں وہاں سے روانہ ہوا اور ساتھیوں سے آملا اور کہا: تیز چلو، اللہ نے ابورافع کو ہلاک کردیا۔ ہم وہاں سے چل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشخبری سنائی اور جو واقعہ گزرا تھا، وہ سب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ پھیلاؤ۔ میں نے ٹانگ پھیلا دی تو آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا، ایسا معلوم ہوا گویا کبھی شکایت ہی پیش نہ آئی تھی۔ (صحیح بخاری:۴۰۳۹)

⓫ **قتل عبد الله بن خطل:** یہ پہلے مسلمان ہوگیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے عامل بنا کر صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا، ایک غلام اور ایک انصاری ساتھ تھے۔ ایک منزل پر پہنچ کر ابن خطل نے غلام کو کھانا تیار کرنے کے لیے کہا: غلام کسی وجہ سے سوگیا جب بیدار ہوا تو ابن خطل نے دیکھا کہ اس نے ابھی تک کھانا تیار نہیں کیا۔ غصہ میں آکر اس غلام کو قتل کرڈالا بعد میں خیال آیا کہ آں حضرت ﷺ ضرور مجھے اس کے قصاص میں قتل کریں گے۔ چنانچہ مرتد ہوکر مکہ چلا آیا اور مشرکین سے جا ملا اور صدقات کے اونٹ بھی ساتھ لے گیا۔

آپؐ کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور باندیوں کو ان اشعار کے گانے کا حکم دیتا۔ پس اس کے تین جرم تھے: ایک خونِ ناحق، دوسرا مرتد ہو جانا اور تیسرا جرم یہ کہ آپ ﷺ کی ہجو میں شعر کہنا۔ ابن خطل فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑے ہوئے تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہیں قتل کرڈالو۔'' چنانچہ ابو برزہ اسلمیؓ اور سعد بن حریثؓ نے اُسے وہیں جا کر قتل کیا اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن اُڑا دی گئی۔

(الصارم المسلول:ص۱۳۲ و زرقانی شرح موطا:۲/۳۱۴ و کتاب المغازی از واقدی:۲/۸۵۹)

ابن خطل کی لونڈیاں: قرتنی اور قریبة یہ دونوں ابن خطل کی لونڈیاں تھیں۔ شب وروز آپ ﷺ کی ہجو گاتی رہتی تھیں۔ مشرکین مکہ کسی مجلس میں جمع ہوتے تو شراب کا دور چلتا اور یہ دونوں آپؐ کی ہجو میں اشعار پڑھتیں اور گاتی بجاتی تھیں۔ ایک ان میں سے ماری گئی اور دوسری نے اَمن کی درخواست کی تو اس کو امن دے دیا گیا اور حاضر ہوکر مسلمان ہوگئی۔ (زرقانی:۲/۳۱۵)

◉ سارہ جاریہ بنو المطلب کا خون بھی مباح قرار دے دیا گیا تھا۔ یہ مکہ کی ایک مغنیہ تھی جو آنحضرت ﷺ کی ہجو میں اشعار گایا کرتی تھی۔ کہا گیا ہے کہ یہ وہی عورت تھی جو حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا خط لے کر مکہ کو روانہ ہوئی تھی۔ اس نے مدینہ میں آنحضرت ﷺ کی

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں حاضر ہوکر اپنی تنگدستی کی شکایت پیش کرکے آپ سے مدد مانگی تھی۔جس پر آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں اپنے گانے سے کچھ روپیہ نہیں ملتا؟ عرض کیا: جب سے غزوۂ بدر میں قریش کے آدمی مارے گئے ہیں، اس وقت سے اُنہوں نے گانا سننا ہی چھوڑ دیا ہے پس آپؐ نے اس پر ترس کھا کر اس کو ایک اونٹ پر غلہ بار کرکے عنایت فرما دیا جسے لے کر یہ مکہ واپس آ گئی۔ ابن خطل اُنہیں رسول اللہؐ کی شان میں ہجو لکھ کر دیتا اور یہ گاتی تھی۔ اسی بنا پر فتح مکہ کے دن روپوش ہوگئیں مگر ان کے لیے آنحضرتؐ سے امان کی درخواست کی گئی اور اس نے حاضر خدمت ہوکر اسلام قبول کرلیا اور پکی مسلمان رہیں۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت تک زندہ رہیں۔ (کتاب المغازی:۲،۸۶۰)

⓬ **قتل حویرث بن نقید:** رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کا خون مباح قرار دیا تھا کیونکہ یہ آپؐ کی شان میں گستاخانہ باتیں کرتا اور آپؐ کی ہجو میں اشعار کہتا تھا۔جب آپؐ مکہ میں تھے تو آپؐ کو بہت اذیت پہنچایا کرتا تھا اور جب آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو ان کے اونٹ کو لکڑی چبھو کر بھڑکانے میں یہ بھی ہبار بن اسود کا شریک تھا۔اس لیے حضرت علیؓ نے اس کا کام تمام کردیا۔ (کتاب المغازی للواقدی:۲/۸۵۷)

www.KitaboSunnat.com